بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نظرات

دنیا جانتی ہے مولانا ابوالکلام آزاد کی زندگی میں لوگوں نے انھیں کیا کچھ نہیں کہا۔ ان پر کیسے کیسے طوفان جوڑے گئے۔ کیسی کیسی تہمتیں لگائی گئیں اور کس کس طرح کی نازیبا باتیں اُن کی نسبت مشہور کی گئیں۔ لیکن مولانا علم و فضل کے اعتبار سے جتنے بڑے انسان تھے۔ وسعتِ ظرف۔ عالی حوصلگی اور شرافتِ نفس کے لحاظ سے بھی بہت اونچا مقام رکھتے تھے اس لئے انھوں نے خلوت اور پرائیویٹ مجلسوں میں بھی کبھی اپنے بڑے سے بڑے مخالف کا تذکرہ برائی کے ساتھ نہیں کیا اور اگر کسی نے ایسا کوئی ذکر چھیڑا بھی تو ہنس کر یا کوئی بلیغ فقرہ کہہ کر اس کو وہیں ختم کر دیا اور بات کو آگے نہیں بڑھنے دیا۔ لیکن کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ اُن کے بعض مخالفوں نے مرنے کے بعد بھی اُن کو معاف نہیں کیا اور اُن کی بہتان طرازی کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس طرح شرافتِ نفس کی کوئی حد نہیں ہے اسی طرح دناءتِ طبع کے لئے بھی کوئی قیدِ زمان و مکان نہیں ہے۔

---

پاکستان کی اطلاع ہے کہ اسلامیہ کالج لاہور کے طلبا کی بزمِ فروغِ اُردو کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر مولوی عبدالحق (بابائے اردو) نے اُردو زبان کے ساتھ اپنے والہانہ شغف کی داستان بیان کی اور اس سلسلہ میں فرمایا

"مرحوم مولانا ابوالکلام نے ایک مرتبہ مجھ کو بلا کر کہا کہ میں اُردو کی حمایت سے دست بردار ہو جاؤں ورنہ میرے مکان میں ناجائز چرس یا افیون رکھ کر مجھ کو پکڑوا دیا جائے گا"

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس صریح کذب و افترا کے متعلق کیا کہیں؟ ادنیٰ تو ہر شخص جانتا ہے کہ یہ لب و لہجہ، یہ طرزِ گفتگو اور یہ تیور ہرگز ہرگز مولانا کے نہیں ہو سکتے۔ پھر وہ بھی اردو کی حمایت کے معاملہ میں۔ کسے نہیں معلوم کہ مولانا کا فضل و کمال اُن کا ادبی امتیاز اور خاص فن جو کچھ بھی ہے اُردو میں ہی ہے وہ عمر بھر صرف اسی ایک زبان میں لکھتے اور بولتے رہے۔ اس بنا پر یہ کیوں کر باور کیا جاسکتا ہے کہ اُردو زبان

کا ہر قدردان تو ڈاکٹر عبد الحق کی اردو کے لئے انتہائی مخلصانہ اور مجاہدانہ سرگرمیوں کا مدّاح اور معترف ہو اور مولانا ابوالکلام موصوف کو اُردو کی حمایت سے باز آجانے کی تاکید کریں۔

نہ صرف مولوی عبد الحق بلکہ اُن کی انجمن ترقی اردو سے بھی مولانا کو وہی تعلقِ خاطر تھا جو ایک اُردو کے سچے محب اور اُس کے قدردان کو ہونا چاہیئے چنانچہ کل ہند اردو کانفرنس جو دسمبر ۱۹۴۹ء میں انجمن ترقی اردو کے زیر اہتمام و انتظام دہلی میں منعقد ہوئی تھی اور جس کے صدر نواب مہدی یار جنگ بہادر تھے۔ اس کی مطبوعہ رپورٹ اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ اس رپورٹ کے صفحہ ۴۰ پر مولانا ابوالکلام آزاد کا یہ پیغام درج ہے

"کانفرنس کے لئے پوری کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔ اُردو چھپائی کے لئے ٹائپ کی ضرورت فی الوقت سب سے اہم ہے۔ کانفرنس کو اس کی سفارش کرنا چاہیئے کہ اردو کے اخبارات و رسائل نسخ ٹائپ اختیار کریں"

مولانا نے اس پیغام میں رسمی طور پر کانفرنس کے لئے کامیابی کی دعا ہی نہیں کی ہے۔ بلکہ ایک مشورہ بھی دیا ہے جو اردو چھپائی کی عمدگی اور خوبی کے لئے مولانا کے نزدیک بہت اہم اور ضروری ہے۔ یہ مشورہ دینا خود اس بات کی دلیل ہے کہ مولانا کو اردو کانفرنس کے مقاصد کے ساتھ دلی ہمدردی تھی۔

علاوہ ازیں کون نہیں جانتا کہ ۱۹۴۷ء میں جب انجمن ترقی اردو (ہند) کا دفتر واقع دریا گنج برباد و غارت ہو گیا تھا اور مولوی عبد الحق اردو کی قسمت کو اردو دشمنوں کے حوالہ کر کے پاکستان چلے گئے تھے تو ان حالات میں صرف ایک مولانا ہی تھے جنہوں نے انجمن ترقی اُردو کی گری ہوئی عمارت کو پھر کھڑا کیا اور اس طرح اس کو حیاتِ نو بخشی۔ پھر دار المصنفین اعظم گڈھ۔ انجمن ترقی اردو علی گڈھ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ، ساہتیہ اکاڈمی نئی دہلی وغیرہ میں بصرفِ زرِ کثیر اردو زبان میں اور اردو کے لئے جو کام ہو رہے ہیں کسے خبر نہیں ہے کہ ان سب کاموں میں مولانا مرحوم کی کوشش۔ توجہ اور دلچسپی کو کتنا بڑا دخل ہے۔

مولوی عبد الحق کو اردو زبان کے ساتھ جو عشق و شغف ہے اور موصوف نے جس طرح تن من دھن سے اس زبان کی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں اُن کے پیشِ نظر وہ بجا طور پر "بابائے اردو" کے خطاب کے مستحق ہیں۔ موصوف نے اردو کی خدمت کے لئے جد و جہد۔ ایثار و قربانی۔ اور بے نفسی و بے لوثی کا ایک ایسا ریکارڈ قائم کر دیا ہے جو ادبِ اردو کی تاریخ میں ان کا نام روشن رکھے گا با ایں ہمہ موصوف نے اردو تحریک کو ملک میں جس طرح چلایا اُس کا ایک